آبِ حیات کے مآخذات-تحقیقی مطالعہ

محمد ابرار*

Abstract:

"Aabey Hayat' in Urdu fiction is considered to be a classic of Urdu literature and is still immensely popular. However it is considered to be weak in historical references which it invokes on a vast scale. The present research undertakes a study of its historical sources to evaluate the authenticity of references. The study discovers how numerous the references are - that is a significant factor in creating the impression that the references are not accurate, because they pose a challenge for the reader and analyst.

آبِ حیات اُردو ادب کی وہ شاہکار تصنیف ہے جو ایک صدی سے زیادہ کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی اپنی مقبولیت کا گراف برقرار رکھے ہوئے ہے۔اس کتاب نے انشاپردازی اور تنقیدی آراء کے حوالے سے جتنا اعتبار قائم کیا ہے، تحقیقی حوالے سے اتنا ہی نامعتبر متصور رہی ہے۔آبِ حیات تحقیقی حوالے سے مستند نہ سہی لیکن اس کے باوجود آزاد نے اس کی تصنیف میں جتنے مآخذ سے استفادہ کیا ہے اُتنا آزاد کے عہد میں کسی اور تذکرے یا تحقیقی تصنیف میں دیکھنے میں نہیں آتا۔

آبِ حیات لکھتے ہوئے آزاد کے سامنے بہت سے مآخذات تھے جن سے آزاد نے حسبِ ضرورت استفادہ کیا ہے۔ان میں سے کچھ مآخذات کی نشاندہی آزاد نے آبِ حیات میں کردی ہے، لیکن بیشتر مآخذات ایسے ہیں جن کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں کیا گیا۔ان مآخذات کی طرف کچھ محققین نے توجہ دلائی ہے۔ان میں سے حافظ محمود شیرانی، قاضی عبدالودود، ڈاکٹر محمد صادق اور مسعود حسین رضوی ادیب کے نام قابلِ ذکر ہیں۔(۱)

ڈاکٹر محمد صادق نے آبِ حیات کے مآخذ کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔(۲)

۱۔ شعرا کے عزیز و اقارب سے براہِ راست حاصل کردہ معلومات۔

۲۔ بذریعہ خط و کتابت حاصل کردہ معلومات۔

۳۔ پرانے تذکروں سے حاصل کردہ معلومات۔

* لیکچرر، گورنمنٹ اسلامیہ کالج خانیوال۔

ان مآخذات میں سے کچھ معلومات کو آزاد نے بعینہٖ نقل کر دیا ہے۔ کچھ کو ترمیم واضافے کے بعد آبِ حیات میں شامل کیا ہے اور کچھ ایسی ہیں جن کو آزاد نے بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ ان معلومات میں سے کچھ ایسی تھیں جن سے شعرا کی ہتک اور تنقیص کا پہلو نکلتا تھا (۳)۔ یا وہ اتنی فحش تھیں کہ انہیں آبِ حیات کی زینت نہیں بنایا جاسکتا تھا۔ (۴)

آبِ حیات میں مذکور، واقعات، روایات اور اقوال کا ایک بڑا حصہ ایسا ہے جو انہیں براہِ راست شعرا کے عزیز و اقارب اور اپنے حلقۂ احباب سے حاصل ہوا۔ یہ یادداشتیں کم وبیش چالیس سال کے عرصے پر پھیلی ہوئی ہیں جو اُنہوں نے وقتاً فوقتاً حاصل کیں اور انہیں اپنے ذہن کے نہاں خانوں میں محفوظ رکھا۔ اس سلسلے میں بہت سی معلومات انہیں ذوق سے حاصل ہوئیں۔ چونکہ ذوق سے تقریباً روزانہ ملاقات رہتی تھی (۵) اس لیے کوئی نہ کوئی اہم بات یا واقعہ سامنے آتا رہتا ہوگا اور آزاد اسے اپنے ذہن میں محفوظ کرتے جاتے ہوں گے۔ آبِ حیات میں مذکور، ذوق کا تمام ترجمہ آزاد کے چشمِ دید اور ذوق سے سُنے ہوئے واقعات پر مشتمل ہے (۶)۔ اسی طرح بہت سی روایات اور واقعات انہوں نے اپنے والد سے بھی سنے ہوں گے اور بہت سی معلومات انہیں قیام لکھنؤ کے دوران بھی حاصل ہوئیں۔ (۷)

ذوق کے انتقال کے بعد آزاد نے حکیم آغا جان عیش کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ یہ دور وہ دور تھا جب آزاد دہلی کالج میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ انہوں نے حکیم آغا جان کے ساتھ مشاعروں میں شرکت بھی کی (۸)۔ حکیم آغا جان عیش کی صحبت میں بھی ان کو شعرا سے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئی ہوں گی۔ ۱۸۵۷ء میں آزاد لکھنؤ گئے وہاں مشاعروں میں شرکت کی بہت سے شعرا سے ملاقاتیں کیں۔ جو شعرا فوت ہو چکے تھے ان کے عزیز و اقارب سے مرحومین کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ اس سلسلے میں آبِ حیات میں میر انیس سے ملاقاتوں کا ذکر آتا ہے (۹)۔ میر کلو عرش خلف میر تقی میر اور ان کے شاگردوں سے بھی ملاقات کیں (۱۰) سودا کے پسماندگان کی تحقیق کی اور ان میں سے ان کی ملاقات سودا کے نواسے سے بھی ہوئی (۱۱) ان کے علاوہ بہت سے شعرا سے انہوں نے ملاقاتیں کی ہوں گی اور ان کے حالات بھی دریافت کیے ہوں گے۔

اسی طرح آبِ حیات میں اوجؔ، حافظ ویرانؔ، میر مہدی حسن فراغؔ، سید احمد، مولوی ذکاء اللہ اور مولوی شریف حسین کے نام آتے ہیں۔ آزاد نے ان سے ملاقاتوں کا حال لکھا ہے اور ان سے روایتیں بیان کی ہیں (۱۲)۔ آبِ حیات میں کچھ روایات ایسی بھی بیان ہوئی ہیں جن کے راویوں کے نام آزاد نے بتانا مناسب نہیں

سمجھا بلکہ اکثر اوقات ان کے لیے صیغۂ جمع استعمال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''معتبر لوگوں سے سنا ہے''، ''دیرینہ سال لوگوں سے تحقیق ہوا''، ''بعض اصحاب کہتے ہیں''، ''بعض بزرگوں کا قول ہے''(۱۳) آزاد بے شمار شعرا کو بذاتِ خود جانتے تھے۔ان کے عزیز و اقارب سے ملاقاتیں کی تھیں اوران سے روایات سنی تھیں۔انہی روایات کو بھی آزاد نے آبِ حیات کی زینت بنادیا ہے۔

آبِ حیات کا دوسرا مآخذ ان اطلاعات یا معلومات پر مشتمل ہے جو انہیں شعرا کے دوستوں،عزیزوں، ملنے والوں اور جانکاروں سے بذریعہ خطوط حاصل ہوئیں۔ان معلومات کے لیے وہ خود بھی بہت سے لوگوں سے ملے۔ لاہور آنے کے بعد آزاد کی زندگی انتہائی مصروفیت میں گزری، مستقل ملازمت کے لیے دوڑ دھوپ، مخالفین کی ریشہ دوانیاں، وسط ایشیاء کی سیاحت، ''ہمائے پنجاب'' کی ایڈیٹری، انجمن پنجاب کی سیکریٹری شپ، انجمن پنجاب کے مشاعرے، انگریزوں کی تدریس اور گورنمنٹ کالج کی ملازمت ایسی مصروفیات ہیں جنہوں نے آزاد کو فراغت کے لمحات میسر نہیں ہونے دیئے۔ان مصروفیات کے باعث دہلی، لکھنؤ اور دوسرے شہروں کے سفر کرنا ان کے لیے بہت مشکل بلکہ ناممکن تھا۔ چنانچہ شعرا سے متعلق معلومات کے حصول کے لیے انہوں نے اپنے دوستوں، جانکاروں، شعرا کے عزیز و اقارب اور شاگردوں کو بے شمار خطوط لکھے۔ان میں سے کچھ کے جوابات آزاد کو موصول ہوئے۔ کچھ جوابات غیر تشفی بخش یا نامکمل تھے۔آزاد کو معلومات حاصل کرنے کے لیے بار بار خط لکھنا پڑے(۱۴) بہت سے خطوط ایسے ہیں جن کے جوابات دینا مکتوب الیہین نے گوارا تک نہیں کیا یا ان شعرا کے حالات بتانے سے صاف انکار کر دیا(۱۵)۔

اس سلسلے میں آزاد نے خود خطوط لکھنے کے ساتھ ساتھ ایسے لوگوں سے بھی خطوط لکھوائے جو اِن شعرا کے عزیز و اقارب یا ان کے شاگردوں سے ذاتی جان پہچان رکھتے تھے لیکن ان میں سے بیشتر کوششیں اکارت گئیں(۱۶)۔آزاد کو جو چند خطوط حاصل ہوئے ان کی اشاعت بھی نہ ہوسکی۔ان خطوط میں سے پانچ خطوط ڈاکٹر محمد صادق نے اپنے مضمون ''آبِ حیات کی حمایت میں'' شامل کیے ہیں(۱۷)۔

آبِ حیات کے سلسلے میں آزاد نے بے شمار خطوط لکھے اور لکھوائے۔ان خطوط میں سے آج چند خطوط بھی نہیں ملتے تقریباً وہ تمام خطوط لوگوں کی بے اعتنائی، سہل پسندی اور گردش زمانہ کے سبب گوشہ گمنامی کی نذر ہو چکے ہیں۔مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی لکھتے ہیں'' آبِ حیات اور دربار اکبری کے سلسلے میں سینکڑوں خطوط ناپید ہیں۔علمی مراسلات میں سے ایک خط بھی نہیں ملتا، حالی، شیفتہ، مجروح، ذکاءاللہ، غلام رسول ویران، سرسید جیسے بزرگوں کے

خط مولانا کے کاغذات میں موجود ہیں لیکن ان کے نام مولانا کے خطوط کیا ہوئے؟ کسے معلوم۔''(۱۸) اگر یہ تمام خطوط یا ان میں سے بیشتر سامنے آجاتے تو ان سے آبِ حیات اور آزاد کے سلسلے میں بہت سے پہلوؤں پر روشنی پڑ سکتی تھی۔

آبِ حیات کے مآخذات کے سلسلے میں جن کی نشان دہی ہو چکی ہے ان میں سے پانچ خطوط وہ ہیں جنہیں ڈاکٹر محمد صادق نے اپنے مضمون ''آبِ حیات کی حمایت میں'' نقل کیا ہے(۱۹)۔ان خطوط میں سے ایک خط ۴ مارچ ۱۹۷۶ء کو لکھا گیا ہے۔ یہ ''درگا داس'' کا خط ہے جس میں انہوں نے شاہ نصیر کے حوالے سے رنگتروں کا واقعہ لکھا ہے اور چار غزلیں نقل کی ہیں۔ رنگتروں والا واقعہ آزاد نے کسی قدر ترمیم کے ساتھ آبِ حیات میں شامل کیا ہے۔ یہی چاروں غزلیں بھی آبِ حیات میں شامل ہیں۔ دوسرا خط ''رغمی'' کا ہے جو انہوں نے آبِ حیات کی پہلی اشاعت کے بعد لکھا ہے اس خط میں رغمی نے ناسخ سے متعلق معلومات فراہم کی ہیں۔ آبِ حیات میں مذکور انگوٹھی چوری والا واقعہ، نوکروں سے کھانا لے کر کھانے کا واقعہ، بوریے کا واقعہ، قصیدے کے صلہ میں سوا لاکھ انعام ملنے کا واقعہ، جاں بلب آمدہ الخ اور دزدخانۂ ناسخ الخ والی تاریخیں اسی خط سے ماخوذ ہیں۔

میر حسن اور میر خلیق کے حوالے سے بعض معلومات بھی اسی خط سے ماخوذ ہیں۔ غالب کے سلسلے میں تبدیلی تخلص کا واقعہ، مذہب سے متعلق معلومات، ہرمزد کا معاملہ اور مثنوی بادِ مخالف کے حوالے سے معلومات علاء الدین علائی کے خط سے منقول ہیں۔

اس کے علاوہ شاہ نصیر سے متعلق بعض معلومات بہاء الدین بشیر کے بھیجے گئے مضمون سے حاصل کی گئی ہیں(۲۰) مومن کی حیات سے متعلق تمام معلومات حالی نے لکھ کر بھیجی تھیں جنہیں آزاد نے معمولی تبدیلیوں کے بعد آبِ حیات میں شامل کر دیا ہے(۲۱)۔ آزاد نے خط بھیجنے والے شخص کی نشان دہی نہیں کی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آزاد نے یہ اخفا کس بنا پر کیا لیکن یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ یہ حالات حالی نے آزاد کو لکھ کر بھیجے تھے(۲۲)۔ غالب کا کلام بھی آزاد نے حالی کے مشورے سے ہی انتخاب کر کے آبِ حیات میں شامل کیا ہے(۲۳)

۳۔ آبِ حیات کی تصنیف کے سلسلے میں آزاد کا سب سے بڑا مآخذ تذکرے ہیں۔ آزاد نے ان تذکروں سے مختلف اقوال، لطائف، بیانات، واقعات اور کلام کا انتخاب کر کے آبِ حیات میں پیش کیا ہے۔ ان میں سے بعض واقعات، روایات اور اقوال کو بجنسہٖ اور بعض کو ترامیم و اضافوں کے بعد آبِ حیات میں نقل کیا ہے۔ ممکن ہے ان میں سے بعض اغلاط آزاد سے نادانستہ ہوئی ہوں لیکن کچھ واقعات ایسے بھی ہیں جنہیں آزاد نے دانستاً مسخ کر کے یا

تبدیل کر کے پیش کیے ہیں۔ اس سلسلے میں مرزا مظہر کی شہادت کا بیان، قطعۂ سودا بسلسلہ مرزا مظہر انشا اور عظیم کے معرکے کا واقعہ، میر تقی میر کا ''چوما چاٹی'' والا قول، وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ ان کی تفصیل مقالۂ راقم برائے ایم فل ''تدوین آبِ حیات'' میں دیکھی جا سکتی ہے۔

جن تذکروں کے حوالے آبِ حیات میں ملتے ہیں ان میں نکات الشعرا، تذکرۂ شورش، گلشن بے خار، مخزن شعرا، سراپا سخن، گلزار ابراہیم، مجموعہ نغز، مصحفی تذکرے (تذکرۂ ہندی، عقد ثریا، ریاض الفصحا)، تذکرۂ دلکشا اور مجموعۂ سخن کے نام شامل ہیں۔ اسی طرح تذکرۂ سودا کا حوالہ بھی ملتا ہے (۲۴)

ان تذکروں کے علاوہ بہت سے تذکرے ایسے ہیں جن سے آزاد نے استفادہ کیا ہے لیکن آبِ حیات میں ان کا حوالہ نہیں دیا۔ ان تذکروں میں خوش معرکہ زیبا، طبقات شعرائے ہند، گلستان سخن، کلمات الشعرا، بہارستان بشیر، عمدہ منتخبہ، تذکرۂ نادر، خزینۃ العلوم، مخزن الغرائب، مخزن شعرا، گلدستہ نازنیناں، گلشن بے خار اور فہرست اشپرنگر، وہ تذکرے ہیں جن سے آزاد نے کم و بیش استفادہ ضرور کیا ہے۔ وہ تذکرے جن سے آزاد نے بھرپور استفادہ کیا ہے ان میں مجموعہ نغز، طبقات شعرائے ہند، خوش معرکہ زیبا، گلزار ابراہیم، عقد ثریا، تذکرہ ہندی، سراپا سخن اور فہرست اشپرنگر وغیرہ شامل ہیں۔ ذیل میں ان روایات، بیانات اور واقعات کی فہرست پیش کی جاتی ہے جو مختلف تذکروں سے ماخوذ ہیں۔

۱۔ حامد باری، احمد گجراتی اور سعدی کے حالات و کلام

۲۔ ولی اور ناصر علی کی معاصرانہ چشمک کا حال

۳۔ شاہ مبارک آبرو کے حالات و اشعار

۴۔ شرف الدین مضمون، ناجی، پاکباز اور یک رنگ کے حالات و کلام

۵۔ سودا کے تذکرے کے حوالے سے بیانات

۶۔ شاہ حاتم کی، سودا کی غزل کی اصلاح کا واقعہ

۷۔ شاہ حاتم کے پینتالیس شاگردوں کا بیان

۸۔ آرزو کا کلام اور اہل اُردو کو خان آرزو کا عیال کہنا

۹۔ ع یہ شان یہ غرور بچپن میں تو نہ تھا الخ والا خان آرزو کا واقعہ

۱۰۔ قائم کا سودا اور درد کی شاگردی میں آنے اور منحرف ہونے کی روایت

۱۱۔ فغاں کے ترجمے کے کئی بیانات

۱۲۔ قائم کی ہجو جس میں سودا نے بعد میں فوقی کا نام ڈال دیا کا واقعہ

۱۳۔ شیخ قائم علی، ساکن اٹاوہ کا سودا کی شاگردی کے لیے آنے کا واقعہ

۱۴۔ شعر سودا حدیث قدسی ہے الخ والا واقعہ

۱۵۔ مولوی ندرت کشمیری کا سودا کی ہجو کہنے کا واقعہ

۱۶۔ میر درد کے علوم رسمی سے آگاہی، علم موسیقی میں مہارت اور مفتی دولت سے اکتسابِ فن کا بیان

۱۷۔ ولی کے سلسلے میں ''وے شاعریست از شیطان مشہورتر'' اور ''ولی پر جو سخن لاوے اسے شیطان کہتے ہیں'' والے واقعات

۱۸۔ بہترین اشعار پر بھی میر کا داد کے لیے سر نہ ہلانے کا واقعہ

۱۹۔ میر کے ترجمہ میں اژدر نامہ والا واقعہ

۲۰۔ جرأت کا تنخواہ کے بند ہونے پر مطلع کہنا

۲۱۔ جرأت کی شاعری کو میر کا ''چوما چاٹی'' کہنے والا واقعہ

۲۲۔ سودا کے اشعار کی تعریف، آخری عمر میں فارغ البالی کا بیان اور رتبۂ شاگردی من نیست استادمرا الخ والی روایت

۲۳۔ مصدر کا مرشدآباد میں سراج الدولہ کی رفاقت اور انشا کی پیدائش کا بیان

۲۴۔ عظیم کی مغروری کا بیان اور عظیم اور انشاء کا معرکہ

۲۵۔ قائم کے سودا اور درد سے اصلاح لینے کا بیان

۲۶۔ میر و مرزا کے سلسلے میں ایک کو نہر اور دوسرے کو دریا کہنے کا بیان

۲۷۔ بقا کے حالات

۲۸۔ محمد امان نثار کے حالات

۲۹۔ میر حسن کے بعض حالات

۳۰۔ مرزا مظہر کے فارسی دیوان اور شہادت کا بیان

۳۱۔ شاہ نصیر کے تلمذ کا بیان

وغیرہ مجموعۂ نغز سے ماخوذ ہیں (۲۵)۔اسی طرح

۱۔ ''دہ مجلس'' کا بیان اور اقتباس

۲۔ احمد گجراتی، حامد باری، نواز اور سیوا کا بیان اور انتخاب کلام

۳۔ ملک محمد جائیسی کے حوالے سے بیان

۴۔ سعدی کے حالات و کلام

۴۔ مرزا مظہر کے حوالے سے چارپائی میں کان اور آب خوردہ ٹیڑھا رکھنے کی روایت

۵۔ شعر سودا حدیث قدسی ہے الخ والا واقعہ

۶۔ آبرو اور پاکباز کے حالات و کلام

۷۔ مرزا مظہر کی تاریخ ع عاش حمیداً مات شہیداً!

۸۔ میر ضاحک کا حلیہ

۹۔ میر مکھن پاکباز کا سجع ع عالم ہمہ دوغ است و محمد مکھن

۱۰۔ شاکر ناجی کی تندمزاجی اور الجھنے کی تفصیلات

۱۱۔ میر درد کی محفل میں شاہ عالم کی شرکت کا واقعہ

۱۲۔ ادوار کی تقسیم

۱۳۔ آرزو کے حوالے سے قاضی القضاۃ کے عہدے کا بیان

۱۴۔ مولوی غلام یحییٰ کا مرزا مظہر کے ہاں بیعت کے لیے آنے کا واقعہ

۱۳۔ میر درد کے حوالے سے نالۂ عندلیب، خواجہ ناصر کے دیوان کی شرح، مفتی دولت سے اکتسابِ فن اور دوسری تاریخ کو مجلس کے انعقاد کے بیانات

۱۴۔ شاہ عالم کا میر درد کی مجلس میں آنے کا واقعہ

۱۵۔ میر و میرزا کے کلام پر خواجہ باسط کے مریدوں کی تکرار کا بیان

۱۶۔ دہلی کالج کی پروفیسری کے لیے غالب، مومن اور صہبائی کی امیدواری کی روایت

وغیرہ واقعات ''طبقات شعرائے ہند'' سے لیے گئے ہیں (۲۶)۔ان کے علاوہ

۱۔ دردؔ کی موسیقی میں مہارت ۲۴ ویں تاریخ کو راگ ورنگ کے انعقاد اور ۱۱۹۹ھ کی تاریخ وفات کا بیان

۲۔ جرأت کے سلسلے میں رائے مان محمد شاہی کی گرفتاری اور مارے جانے، جرأت کے ستار بجانے، علم نجوم سے رغبت اور ابتدائی عمر میں اندھا ہو جانے کی روایت

۳۔ انشاء کے آباؤ اجداد کا نجف اشرف سے آنے، میر ماشاء اللہ خان کا باد وزنجیر فیل ممالک شرقیہ سے وارد دہلی ہونے اور نواب سراج الدولہ کے عہد میں ۱۸ ہاتھیوں کا ان کے پاس ہونے کا بیان

۴۔ شاہ نصیر کا راجہ چندو لعل کی خدمت میں دکن جانے کا بیان

۵۔ اور ذوق کا کسی کو شعر نہ دینے کا بیان

وغیرہ گلدستۂ نازنیناں سے ماخوذ ہیں (۲۷)۔ ان کے علاوہ

۱۔ شجاع الدولہ کا سودا کو شقۂ خاص بھیجنا۔

۲۔ سودا کی شیخ علی حزیں سے ملاقات کا بیان

۳۔ میر حسن کی سودا کی شاگردی اختیار کرنا اور اپنے والد کی ہجویات کو ضائع کرنے کی روایت

۴۔ میر درد کا شاہ عالم سے سختی سے پیش آنے کی روایت اور ہر ماہ دوسری تاریخ کو مجلس کے انعقاد کا بیان

۵۔ میر سوز کے تخلص کے حوالے سے ''سوز''، ''سوز'' والی روایت

۶۔ مظہر اور آبرو کی چشمک کا حال

۷۔ میر کے والد کا نام میر عبداللہ لکھنا

۸۔ سفر لکھنؤ میں میر کا اپنے ہم سفر سے ناروا سلوک کا واقعہ

۹۔ میر کے سلسلے میں ناسخ کی تاریخ ع واویلا مردشہ شاعراں

۱۰۔ جرأت کی تاریخ ع ہائے ہندستان کا شاعر موا

۱۱۔ مصحفی و انشا کا معرکہ

۱۲۔ انشا اور مولوی صاحب کا لفظ ''اجنا'' پر مباحثہ کی روایت

۱۳۔ ناسخ کی تاریخ ع کا شوبرائے پختن شلغم گریختہ

۱۴۔ ناسخ کا آتش پر طنز ع ایک جاہل کہہ رہا ہے میرے دیوان کا جواب الخ کی روایت

۱۵۔ پڑھ پڑھ کے لا یلاف اسے دودھ پلایا الخ والی روایت

۱۶۔ شعرا کی معرکہ آرائی کے واقعات

''خوش معرکہ زیبا'' سے ماخوذ ہیں (۲۸)۔اسی طرح

۱۔ دیوان زادہ سے متعلق تفصیلات

۲۔ شاہ حاتم کے پینتالیس شاگردوں کا بیان

۳۔ دیوان زادہ کے مقدمے کا انتخاب

۴۔ شاہ حاتم کی شاعری کا عہد ۱۱۲۹ھ سے ۱۱۶۹ھ لکھنا

۵۔ شاہ حاتم کے فارسی دیوان کی تفصیل

۶۔ شاہ حاتم کے سنہ ولادت ووفات کا بیان

۷۔ نظم سراج کا بیان

۸۔ نکات الشعرا کے مقدمے سے کچھ بیان کا اردو ترجمہ

۹۔ دیوانِ میر سوز کی تفصیلات

۱۰۔ تذکرہ شورش کے حوالے سے بیان

۱۱۔ ولؔی کے دیوان کی دہلی آمد پر شہرت کا بیان

وغیرہ فہرست اشپرنگر سے ماخوذ ہیں (۲۹)۔

۱۔ ولی کے دیوان کی دہلی آمد کا بیان

۲۔ فغاں کے سلسلے میں کپڑا جلنے کی روایت

۳۔ درد کا شاہ عالم سے سختی سے پیش آنے کا واقعہ

۴۔ جرأت کا عین جوانی میں اندھا ہو جانے ،ستار بجانے ،علم نجوم سے رغبت اور حسرت کی شاگردی کا بیان

۵۔ دردؔ کے ہاں ہر ماہ دوسری تاریخ کو جلسے کا انعقاد اور رسالہ حرمت غنا کی تفصیل

۶۔ سوزؔ کے تخلص کی تبدیلی کا واقعہ

۷۔ شاہ حاتم کے شاگردوں کی فہرست کا بیان

۸۔ سودا کے والد کو کابلی کہنا

۹۔ میر کی سو برس کی عمر کا بیان

۱۰۔ مصحفی کی تاریخ سوداؔ کجا وآں سخن دلفریب او

وغیرہ ''تذکرہ ہندی'' سے ماخوذ ہیں (۳۰)۔اسی طرح

۱۔ مرزا محمد علی ماہر کے حوالے سے دو واقعات کلماتِ الشعرا سے ماخوذ ہیں (۳۱)۔

۲۔ انشا کا تعلق خطۂ کشمیر سے بتانا اور لفظ ''انجب'' کے حوالے سے سعادت علی خاں کے برہم ہونے کا بیان گلشن ہمیشہ بہار سے ماخوذ ہے (۳۲)۔

۳۔ میر کی ولدیت کا بیان، مصحفی کو مآتی کا شاگرد لکھنا اور انشا کا مصحفی کی غزال کے الٹانے کا بیان سراپا سخن سے لیا گیا ہے (۳۳)۔

۴۔ شاہ نصیر کے لکھنؤ میں آٹھ غزلیں پڑھنے کی روایت کے بعض اجزاء، منشی فیض پارسا کا مدرسہ میں مشاعرہ کرانا اور شاہ نصیر اور ذوق کے غزلیں پڑھنے کی روایت گلستانِ سخن سے ماخوذ ہے (۳۴)۔

۵۔ سودا اور میر جعفر زٹلی کے بڑھاپے کا واقعہ، جرأت کے علم موسیقی اور ستار بجانے کا بیان اور انشا کے بزرگوں کی اصل نجف اشرف بتانا وغیرہ تذکرہ شعرائے اردو سے ماخوذ ہے (۳۵)۔

۶۔ ولی کے سلسلے میں کچھ بیانات تذکرۂ فائق سے ماخوذ ہیں (۳۶)۔مثلاً ولی کو اورنگ آبادی کہنا، اور رسالہ نور المعرفت کے حوالے سے بیان وغیرہ۔

۷۔ انشا اور سعادت علی خاں کا کشتی میں سوار ہونے اور رباعی پڑھنے اور میر علی صاحب مرثیہ خواں کا واقعہ ''طلسم ہند'' سے ماخوذ ہے (۳۷)۔

۸۔ یہ وہ مآخذات ہیں جن کا آزاد نے حوالہ نہیں دیا۔ان کے علاوہ بھی بہت سی روایات اور بیانات آزاد نے مختلف تذکروں اور کتابوں سے اخذ کیے ہیں۔ان کی نشاندہی آزاد نے آبِ حیات میں کردی ہے۔ان بیانات، روایات اور واقعات کو طوالت کے خوف سے بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ان کی تفصیل مقالۂ راقم ''تدوینِ آبِ حیات'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔مندرجہ بالا مآخذات کی نشاندھی کرتے ہوئے بعض واقعات یکساں طور پر مختلف تذکروں میں ملتے ہیں۔ان تمام کا ذکر اس لیے کردیا گیا ہے کہ آزاد نے ان میں سے کسی ایک روایت کو بنیاد بنایا ہے۔

ان کے علاوہ آزاد نے اور بہت سی تصانیف سے استفادہ کیا ہے۔ان تصانیف کا ذکر اور حوالے آبِ حیات میں جابجا بکھرے نظر آتے ہیں۔ان تصانیف کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آبِ حیات کے سلسلے میں آزاد نے انشا کی ''دریائے لطافت'' سے بھی بھرپور استفادہ کیا ہے۔اس کتاب

کے حوالے آبِ حیات میں مختلف مقامات پر نظر آتے ہیں۔ان میں سے کسی کا ذکر آزاد نے کردیا ہے اور کسی کا ذکر نہیں کیا۔اس سلسلے میں سید انشا اور مرزا مظہر کی ملاقات، میر غفر غینی کا مکالمہ، لفظ شہدوں اور بانکے کی تفصیل اور اُمید کا شعر اززلف سیاہ الخ وغیرہ ''دریائے لطافت'' سے ماخوذ ہیں۔

مرزا مظہر کے حوالے سے بعض حالات ''معمولات مظہریہ'' سے لیے گئے ہیں۔ غالب کے حالات ''اردوئے معلیٰ'' سے ماخوذ ہیں۔قتیل کی تصانیف،''رقعات قتیل''اور''چار شربت'' کے حوالے ملتے ہیں۔کلب حسین خان نادر کی تصنیف ''تلخیص معلیٰ'' سے بھی بعض بیانات ماخوذ ہیں۔رنگین کی تصنیف ''مجالس رنگین'' سے بھی آزاد نے استفادہ کیا ہے اس سلسلے میں کچھ حوالے دیئے ہیں اور کچھ کے متعلق صراحت نہیں کی۔''توزک جہانگیری'' سے بھی دو اقتباس لیے گئے ہیں اور''نادر نامہ'' کا حوالہ بھی ملتا ہے۔

یہ وہ مآخذات ہیں جنہیں آزاد نے آبِ حیات کے سلسلے میں بنیاد بنایا ہے۔ان میں سے جن کی نشاندہی آزاد نے نہیں کی تھی۔ان سے بہت سی غلط فہمیوں نے جنم لیا اور اس حوالے سے آزاد کو خوب مطعون بھی کیا گیا، لیکن جیسے جیسے ان مآخذ کی نشاندہی ہوتی رہی ویسے ویسے آزاد کے بیانات کی تحقیقی اصلیت بھی سامنے آتی رہی۔

یہ بات درست ہے کہ مآخذات کے نقل کرنے کے سلسلے میں آزاد سے دانستاً اور نادانستاً لغزشیں ہوئیں، لیکن آزاد کے تمام بیانات کو غیر تحقیقی اور اختراعی کہنا بھی نامناسب ہے۔آزاد پر جو اعتراضات ہوئے ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ آزاد اپنے مآخذ کا حوالہ نہیں دیتا۔یہ اعتراض بے جا نہیں لیکن اس اعتراض کو آزاد کے زمانے کے سیاق وسباق میں دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔آبِ حیات ایسی تحقیقی کتاب اگر آج کے دَور میں لکھی جاتی تو اُس پر یہ اعتراض سو فیصد درست ٹھہرتا کیونکہ آج کے تحقیقی معیارات، ایک صدی پہلے کے معیارات سے مختلف ہیں۔لہٰذا آبِ حیات کے سلسلے میں آزاد کے مآخذات کے بیان نہ کرنے کے سلسلے میں سخت گرفت نامناسب ہے۔آبِ حیات کے بعد بھی جو تذکرے لکھے گئے (جلوہ خضر، خمخانہ جاوید، آثار الشعرائے ہنود، شمیم سخن، آبِ بقا، گلِ رعنا وغیرہ) ان میں بھی مآخذات کی نشاندہی نہ ہونے کے برابر ہے۔اس دَور میں مآخذات کے حوالہ دینے کی روایت نے استحکام حاصل نہیں کیا تھا۔لہٰذا آزاد نے اپنے تمام مآخذ کی نشاندہی نہ کر کے کوئی بڑا جرم نہیں کیا۔اس کے باوجود آبِ حیات میں جتنے مآخذ سے استفادہ کیا گیا ہے۔اتنے مآخذ سے استفادہ آزاد کے عہد میں کسی اور تذکرے میں دیکھنے میں نہیں آتا۔

یہ بھی درست ہے کہ آزاد نے مآخذات سے استفادہ کے ضمن میں تحقیقی وتنقیدی معیارات کا پورا خیال نہیں

رکھا اور جگہ جگہ اپنی پسند و ناپسند اور جانبداری کا بھرپور مظاہر کیا ہے۔ آزاد صرف محقق نہیں تھے وہ ایک اعلیٰ درجے کے خلاّق فنکار بھی تھے۔ تحقیقی حوالوں سے جو اعتراضات آزاد پر ہوئے ہیں وہ زیادہ تر اسی خلاقانہ فنکاری کا نتیجہ ہیں، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دوسروں کے پیش کردہ بعض بیانات کو اُنہوں نے قبول کرنے سے اس لیے انکار دیا کہ وہ کسی شخصیت کی یک رخی تصویر پیش کرتے تھے۔ مولوی ذکاء اللہ نے غالب کے سلسلے میں آزاد کے نام خط میں جو بیانات لکھ کر بھیجے تھے آزاد نے انہیں آبِ حیات میں صرف اس لیے شامل نہیں کیا کہ وہ غالب کی یک رخی تصویر پیش کرتے تھے اور غالب پر سخت گرفت کے زمرے میں آتے تھے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ آزاد کا تخلیقی ذہن بہت سے واقعات کو تراش لیتا ہے (آبِ حیات میں اس کی مثالیں جا بجا نظر آتی ہیں) لیکن کچھ واقعات اور روایات ایسی بھی ہیں جن کی کچھ نہ کچھ بنیاد کہیں نہ کہیں موجود ضرور تھی اور اسی بنیاد کو ہی آزاد نے ایک مکمل صورت دے دی ہے۔ جیسے لفظ ''انجب'' کا بیان ''گلشن ہمیشہ بہار'' اور میر کا ''بیل گاڑی میں سفر کرنے اور ہمراہی سے بات نہ کرنے'' کا تذکرہ ''خوش معرکہ زیبا'' میں مختصر طور پر موجود ہے۔ ان تذکروں میں ایسے واقعات موجود ہونے کے باوجود کوئی واضح اور بیّن صورتِ حال ہمارے سامنے نہیں آتی۔ بلاشبہ آزاد کا کرشمہ یہ ہے کہ انہوں نے ان بیانات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک مکمل واقعہ بنا لیا ہے اور انہیں آبِ حیات میں ان کی صحیح جگہ پر نقل کر دیا ہے۔ یوں ان کے تخیل نے کچھ اشاروں کی مدد سے ان واقعات کی ایک نئی تشکیل کی ہے جو بعض اصحاب کے نزدیک مستحسن اور بعض لوگوں کے نزدیک بدعتِ محض ہے۔

آزاد اس عہد سے تعلق رکھتے تھے جس عہد میں دہلی اور لکھنؤ کی کچھ باقیات ابھی حیات تھیں۔ انہوں نے بہت سے شعرا کے معرکے، مجالس اور محفلیں دیکھی ہوئی تھیں اور وہ خود بھی ان میں شریک رہے تھے۔ آزاد ان شخصیات سے نہ صرف واقف تھے بلکہ وہ ان سے خصوصی تعلق کے بھی حامل تھے۔ 'آبِ حیات'' کے سلسلے میں آزاد نے ان شخصیات سے بھی حتی المقدور استفادہ کیا ہے (۳۸)۔ ان لوگوں سے جو روایات آزاد تک پہنچیں آزاد نے ان میں ترمیم و اضافے کے بعد آبِ حیات میں انہیں نقل کر دیا ہے۔ ان شخصیات کے اقوال، بیانات اور روایات آبِ حیات میں جگہ جگہ بکھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ آزاد نے ان آراء کا نہ صرف تخلیقی استعمال کیا ہے بلکہ انہیں اپنے قارئین کے لیے تحقیقی و تنقیدی معیار بنا کر بھی پیش کیا ہے۔

مذکورہ بالا بیانات کے سلسلے میں یہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ آبِ حیات میں منقولہ تمام واقعات اختراعی نہیں بلکہ ان میں سے بیشتر واقعات اور روایات کی سند ضرور موجود ہے اور آزاد نے ان واقعات اور روایات کو اپنے تخلیقی مزاج کے ساتھ ہم آہنگ کرتے ہوئے آبِ حیات کی زینت بنا دیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) حافظ محمود شیرانی نے ''مجموعہ نغز'' کے مقدمے، قاضی عبدالودود نے اپنے مختلف مضامین مشمولہ ''شعراء کے تذکرے''، ڈاکٹر محمد صادق نے اپنے مضمون ''آبِ حیات کی حمایت میں'' مشمولہ ''آبِ حیات کی حمایت میں اور دوسرے مضامین'' اور مسعود حسن رضوی ادیب نے اپنی مختصر کتاب ''آبِ حیات کا تنقیدی مطالعہ'' میں آبِ حیات کے مآخذ پر روشنی ڈالی ہے۔

(۲) آبِ حیات کی حمایت میں اور دوسرے مضامین از ڈاکٹر محمد صادق، مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۷۳ء، ص ۸-۹۔

(۳) اگرچہ یہ بھی حقیقت ہے کہ آزاد نے مظہر، درد، مصحفی، شاہ نصیر، مرزا دبیر اور ظفر وغیرہ کے سلسلے میں اپنے خاص اُسلوب میں اسی روایت کو بخوبی نبھایا ہے۔

(۴) دیکھئے مولوی ذکاء اللہ کا خط غالب کے احوال کے بارے میں مشمولہ آبِ حیات کی حمایت میں، ص ۳۰-۳۳۔ اس خط کی اطلاعات کو آزاد نے آبِ حیات میں نقل نہیں کیا۔ اس طرح بعض اطلاعات، معلومات اور واقعات انتہائی فحش تھے جن کے بارے میں آزاد لکھتے ہیں: ''جی چاہتا تھا کہ ان باتوں سے گلزار کھلا دوں مگر اکثر پھول ایسے فحش کانٹوں میں الجھے ہوئے ہیں کہ کاغذ کے پرزے ہو جاتے ہیں۔ اس لیے صفحہ پر پھیلاتے ہوئے ڈر لگتا ہے (آبِ حیات، طبع دوم، ص ۲۵۱-۲۵۲)۔ مصحفی وانشاء کی فحش ہجویات بھی اسی ذیل میں آتی ہیں۔

(۵) نمازِ عصر کے وقت میں (استاد ذوق کے پاس) ہمیشہ حاضر خدمت ہوتا تھا (آبِ حیات، طبع دوم، ص ۴۸۰) چھٹی کے دن۔۔۔ دن بھر وہیں رہتا تھا (ایضاً ص ۵۰۴)

(۶) عابد پشاوری کے خیال میں آبِ حیات میں موجود ذوق سے متعلق تقریباً اکثر روایات آزاد کے اختراعی ذہن کی پیداوار ہیں۔ اس سلسلے میں تفصیل کے لیے دیکھئے: ذوق اور محمد حسین آزاد، از عابد پشاوری، ادارہ فکر جدید، دہلی، ۱۹۸۷ء۔

(۷) آزاد نے آبِ حیات اور دیوان ذوق مولفۂ آزاد میں لکھنؤ کے قیام اور وہاں کی ادبی محفلوں میں شریک ہونے کا ذکر کیا ہے۔ دیکھئے آبِ حیات، طبع دوم، ص ۱۵۴، ۴۸۸، ۴۸۹، ۵۵۴، ۵۶۰، ۵۶۱، دیوانِ ذوق مؤلفہ آزاد، ص ۸۷۔

(۸) ایضاً ،ص۴۹۶۔

(۹) ایضاً ،ص۴۸۸،۴۸۹،۵۵۴،۵۶۰،۵۶۱۔

(۱۰) ایضاً ،ص۲۲۹۔

(۱۱) ایضاً ،ص۱۵۴۔

(۱۲) ایضاً ،ص۳۵۴،۳۸۲،۳۹۶،۴۴۶،۵۲۸،۵۶۰۔

(۱۳) ایضاً ،ص۲۴۳،۲۴۷،۳۰۳،۳۵۴،۳۸۱،۳۸۲،۴۰۹،۲۹۳،۵۳۰۔

(۱۴) اس سلسلے میں جوخطوط سامنے آئے ہیں ان میں سے ایک خط ''آبِ حیات کی حمایت میں'' ص ۱۷-۱۴ میں نقل ہوا ہے۔ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ رعٖنی نے ان کو سلسلہ وار کئی خط لکھے جن میں انہوں نے ناسخ اور آتش کے حالات لکھ کر بھیجے آزاد نے آب حیات میں بھی ان خطوط پر روشنی ڈالی ہے۔ لکھتے ہیں: ''انہوں (رعٖنی) نے بہت سے حالات شیخ موصوف کے لکھ کر گراں بار احسان فرمایا جو کہ اب طبع ثانی میں درج ہوئے ہیں۔ آزاد ان کا صدق دل سے ممنون احسان ہے۔ ہمیشہ عنایت ناموں سے ممنون فرماتے رہتے ہیں جن کے حرف حرف سے محبت کے آبِ حیات ٹپکتے ہیں۔۔۔ شیخ صاحب اور خواجہ صاحب کے حالات جو انہوں نے لکھ کر بھیجے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کے آنسو تھے، حرفوں کے رنگ میں بہہ نکلے ہیں۔ (آبِ حیات، طبع دوم، ص۳۵۳)

(۱۵) اس سلسلے میں آزاد کا بیان ہے ''میں نے ترتیب کتاب کے دنوں میں اکثر اہل وطن کو خطوط لکھے اور لکھوائے۔ وہاں سے جواب صاف آیا۔ وہ خط بھی موجود ہیں۔ مجبوران کا حال قلم انداز کیا۔ دنیا کے لوگوں نے اپنے اپنے حوصلہ کے بموجب جو چاہا سو کہا۔ آزاد نے سب کی عنایتوں کو شکریہ کا دامن پھیلا کر لے لیا۔ (آبِ حیات، طبع دوم، ص۴۳۴) راقم آثم نے اطراف مشرقی اور خاص لکھنؤ میں بھی احباب کو لکھا کہیں سے آواز نہ آئی۔ (ایضاً، ص۱۸۵)

(۱۶) دیکھئے آبِ حیات، طبع دوم، ص۵۳۵-۴۳۴۔

(۱۷) دیکھئے آبِ حیات کی حمایت میں، ص۳۹-۱۔

(۱۸) مکاتیب آزاد مرتبہ مرتضیٰ حسین فاضل لکھنوی، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۶ء، ص۱۴۔

(۱۹) دیکھئے آبِ حیات کی حمایت میں، ص۳۲-۱۲۔

(۲۰) دیکھئے کلیات شاہ نصیر پر ایک تنقیدی نظر از چودھری عبدالرزاق مشمولہ قومی زبان، کراچی، نومبر دسمبر ۱۹۷۲ء۔

(۲۱) آزاد کا بیان ہے ''ایک صاحب کے الطاف کرم کا شکر گزار ہوں جنھوں نے باتفاق احباب اور اصلاح ہمدگر جزئیات احوال فراہم کر کے چند ورق مرتب کیے اور عین حالت طبع میں کہ کتاب مذکور قریب الاختتام ہے مع ایک مراسلہ کے عنایت فرمائے بلکہ اس میں کم و بیش کی اجازت بھی دی۔ میں نے فقط بعض فقرے کم کیے جن سے طولِ کلام کے سوا کچھ فائدہ نہ تھا اور بعض عبارتیں اور بہت سی روایتیں مختصر کر دیں یا چھوڑ دیں جن سے ان کے نفس شاعری کو تعلق نہ تھا۔ باقی کو بجنسہٖ لکھ دیا۔ (آبِ حیات، طبع دوم، ص ۴۳۵)

(۲۲) دیکھئے ''مومن کے سوانحی حالات'' از الطاف حسین حالی مشمولہ کلیات نثر حالی (مرتبہ) شیخ محمد اسماعیل پانی پتی، جلد اول، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۶۷ء، ص ۳۱۳-۳۲۷۔

(۲۳) دیکھئے مکتوباتِ آزاد، مرتبہ: آغا محمد طاہر، آزاد بک ڈپو، لاہور، ۱۹۲۷ء، ص ۱۲۷۔

(۲۴) اگرچہ آزاد نے ''تذکرۂ سودا'' کا حوالہ دیا ہے اور اس کو کمیاب بتایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تذکرہ آزاد کی نظر سے نہیں گزرا۔ اس کے حوالے سے جو معلومات آزاد نے آبِ حیات میں نقل کی ہیں وہ ''مجموعۂ نغز'' سے ماخوذ ہیں۔ سودا نے کوئی تذکرہ نہیں لکھا تھا۔ قاسم سے بھی تسامح ہوا ہے۔ مزید یہ کہ نکات الشعرا بھی آزاد کی نظر سے نہیں گزرا۔ ''نکات الشعرا'' کے حوالے سے آزاد نے جو معلومات آبِ حیات میں نقل کی ہیں وہ سب فہرست اشپرنگر، تذکرہ مخزن شعرا اور مجموعۂ نغز سے ماخوذ ہیں۔ آزاد کے بیانات سے یہ مترشح ہوتا ہے گویا یہ دونوں تذکرے انھوں نے دیکھے ہیں۔ آزاد نے یہ بات مخفی رکھی ہے۔ اس حوالے سے مزید تفصیل کے لیے دیکھئے مقالہ راقم برائے ایم فل ''تدوین آبِ حیات''۔

(۲۵) دیکھئے: جلد اول، ص ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۸۰، ۹۷، ۹۸، ۱۰۷، ۱۴۳، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۸۰، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۴۰، ۲۹۸، جلد دوم، ص ۲، ۱۸، ۷۲، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۱۹۷، ۱۹۸، ۲۳۱، ۲۹۷، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۷۳، ۳۸۱، ۵۲۷۔

(۲۶) دیکھئے: ص ۲۰، ۲۶، ۲۸، ۴۳، ۵۲، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۹، ۸۰، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۲۰، ۱۴۹، ۱۵۰، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۱۳، ۲۹۸، ۴۱۴۔

(۲۷) دیکھئے: ص ۲۳، ۲۷، ۲۸، ۳۵۔

(۲۸) دیکھئے: ص ۵، ۸، ۹، ۴۰، ۴۲، ۱۳۲، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۴۵، ۱۸۰، ۲۰۸، ۲۶۴، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۷۱، ۳۷۲۔

(۲۹) دیکھئے: ص۱۷۵، ۱۷۶، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۲۸، ۶۳۸۔

(۳۰) دیکھئے: ص۶۳، ۸۱، ۹۲، ۹۳، ۱۱۱، ۱۲۵، ۱۲۶۔

(۳۱) دیکھئے: ص۱۰۳، ۱۰۴۔

(۳۲) دیکھئے: ۷۵، ۱۱۱۔

(۳۳) دیکھئے: ۵۴، ۹۹، ۲۲۴۔

(۳۴) دیکھئے: ۴۳۸، ۴۳۹۔

(۳۵) دیکھئے: ۱۹، ۴۰، ۴۵۔

(۳۶) دیکھئے: ۱۱۱۔

(۳۷) انشا، انشا اللہ خان از عابد پشاوری، اتر پردیش اُردو اکادمی، لکھنؤ، ۱۹۸۵ء، ص۳۹۵، ۳۹۶۔

(۳۸) آزاد ''آبِ حیات'' میں لکھتے ہیں ''سودا کا ایک مطلع مشہور ہے استاد مرحوم اس پر جرأت کا مطلع پڑھا کرتے تھے ایک مصرع یاد ہے دوسرا بھول گیا۔ اب سارا دیوان چھان مارا نہیں ملتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ زبان بہ زبان یہاں تک آ پہنچا۔ وہاں دیوان میں درج نہ ہوا۔ ناسخ و آتش کے اکثر اشعار کا یہی حال ہے۔ معتبر اشخاص کی زبانی سن چکا ہوں جو کہ خود ان مشاعروں میں شامل ہوتے تھے مگر اب دیوانوں میں وہ اشعار نہیں ملتے۔'' (آبِ حیات، طبع دوم، ص۲۴۷)

کتابیات

۱۔ آزاد، محمد حسین، ''آبِ حیات''، لاہور، وکٹوریہ پریس، طبع دوم، ۱۸۸۳ء۔

۲۔ ایضاً ''دیوانِ ذوق''، دہلی، علمی پرنٹنگ ورکس، اول، ۱۹۳۳ء۔

۳۔ انشا اللہ خان انشا، ''دریائے لطافت'' مترجم پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی، کراچی، انجمن ترقی اُردو، ۱۹۸۸ء۔

۴۔ حسن، میر، ''تذکرہ شعرائے اُردو'' مرتبہ مولانا حبیب الرحمٰن شروانی، دہلی، انجمن ترقی اُردو، ۱۹۴۰ء۔

۵۔ رنگین، سعادت یار خان، ''مجالس رنگین'' مرتبہ مسعود حسن رضوی ادیب، لکھنؤ، م۔ن، ۱۹۲۹ء۔

۶۔ سرخوش، محمد افضل، ''کلمات الشعرا''، لاہور، شیخ مبارک علی، ۱۹۴۲ء۔

۷۔ صادق، محمد، ڈاکٹر، ''آبِ حیات کی حمایت میں اور دوسرے مضامین''، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع اول، ۱۹۷۳ء۔
۸۔ صابر، قادر بخش، مرزا، ''گلستانِ سخن''، مرتبہ: خلیل الرحمٰن داؤدی، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۶۶ء۔
۹۔ عابد پشاوری، ''ذوق اور محمد حسین آزاد''، دہلی، ادارہ فکر جدید، ۱۹۸۷ء۔
۱۰۔ عبدالودود، قاضی، ''شعرا کے تذکرے''، پٹنہ، خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۵ء۔
۱۱۔ فائق، نورالدین، قاضی، ''مخزن شعراء'' مرتبہ مولوی عبدالحق، دہلی، جامع پریس، ۱۹۳۳ء۔
۱۲۔ کریم الدین، مولوی، ''طبقات شعرائے ہند'' ڈاکٹر محمود الٰہی لکھنؤ، اتر پردیش اُردو اکادمی، ۱۹۸۳ء۔
۱۳۔ ایضاً ''گلدستۂ نازنیناں''، مرتبہ ڈاکٹر احمر لاری، مطبع اینگل پرنٹرس، ۱۹۷۲ء۔
۱۴۔ قاسم، میر قدرت اللہ، ''مجموعہ نغز'' مرتبہ حافظ محمود شیرانی، دہلی نیشنل اکادمی، ۱۹۷۳ء۔
۱۵۔ محسن، محسن علی، سید، ''سراپا سخن''، لکھنؤ مطبع نامی نول کشور، ۱۸۶۰ء۔
۱۶۔ مصحفی، غلام ہمدانی، ''تذکرہ ہندی''، مرتبہ مولوی عبدالحق، دہلی، جامع برقی پریس، ۱۹۳۳ء۔
۱۷۔ ایضاً ''عقد ثریا''، ایضاً کراچی، انجمن ترقی اُردو، ۱۹۷۸ء۔
۱۸۔ نادر، کلب حسین خان، ''تلخیص معلّی'' مرتبہ: ڈاکٹر محمد انصار اللہ، کراچی، انجمن ترقی اُردو، ۱۹۷۵ء۔
۱۹۔ ناصر، سعادت خان، ''خوش معرکہ زیبا''، مرتبہ: مشفق خواجہ، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۰ء۔
20. A. Sprenger, Catalogue of the Arabic Persian and Hindustani Manuscript of the Libraries of the Kings of Oudh. Vol-I, J. Thomas, Baptist Mission Press, Calcutta, 1854.